روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10
الفضل
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org
جمعہ 7راگست 2009ء 15شعبان 1430ہجری 7ظہور 1388ہش جلد 59-94 نمبر 178

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ یہ زبان نہ صرف ام الالسنہ ہے بلکہ الٰہی زبان ہے جو خداتعالیٰ کے خاص ارادہ اور الہام سے پہلے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں اور پھر اس بات کا نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے الہامی زبان صرف عربی ہی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ خداتعالیٰ کی اکمل واتم وحی نازل ہونے کے لئے صرف عربی زبان ہی مناسبت رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کتاب الٰہی جو تمام قوموں کی ہدایت کے لئے آئی ہے وہ الہامی زبان میں ہی نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو ام الالسنہ ہو، تا اس کو ہریک زبان اور اہل زبان سے ایک فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو ان چیزوں میں ہوتی ہیں جو خداتعالیٰ کے مبارک ہاتھ سے نکلتی ہیں۔ (منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد9ص 129)

نیز فرمایا۔

اس کی خدمت یہ ہے کہ وہ معرفت باری تک پہنچانے کے لئے اپنے اندر ایک ایسی طاقت رکھتی ہے جو الٰہیات کی ایک معنوی تقسیم کو جو قانون قدرت میں پائی جاتی ہے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنے مفردات میں دکھاتی ہے اور صفات الٰہیہ کے نازک اور باریک فرقوں کو جو صحیفہ فطرت میں نمودار ہیں اور ایسا ہی توحید کے دلائل کو جو اسی صحیفہ سے مترشح ہیں اور خداتعالیٰ کے انواع واقسام کے ارادوں کو جو اس کے بندوں سے متعلق صحیفہ قدرت میں نمایاں ہیں ایسے طور سے ظاہر کر دیتی ہیں کہ گویا ان کا ایک نہایت لطیف نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیتی ہے اور ان دقیق امتیازوں کو جو خداتعالیٰ کے اسماء اور صفات اور افعال اور ارادوں میں واقع ہیں جن کی شہادت اس کا قانون قدرت دے رہا ہے ایسی صفائی سے دکھا دیتی ہے کہ گویا ان کی تصویر کو آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے۔ چنانچہ یہ بات بداہت معلوم ہوتی ہے کہ خداتعالیٰ نے اپنے صفات اور افعال اور ارادوں کی چہرہ نمائی اور نیز اپنے فعل اور قول کے تطبیق کے لئے زبان عربی کو ایک متکفل خادم پیدا کیا ہے اور ازل سے یہی چاہا ہے کہ الٰہیات کے سرّ مکتوم اور مقفل کے لئے یہی زبان کنجی ہو۔

(منن الرحمٰن۔ روحانی خزائن جلد 9صفحہ 146)

عربوں کی بقا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

عربوں سے بہت محبت کرو۔ اور ان کی بقاء چاہو یعنی کوشش کرو کہ وہ ہر حال میں باقی رہیں اور زندہ رہیں کیونکہ اگر یہ قوم باقی رہے گی تو اسلام کا نور باقی رہے گا اور ان کے فنا ہونے سے اسلام میں تاریکی آجائے گی۔

(کنزالعمال جلد6صفحہ 203)

ضرورت کمپیوٹر پروفیشنل

کمپیوٹر سیکشن۔صدرانجمن احمدیہ پاکستان میں ایک کمپیوٹر پروفیشنل کی ضرورت ہے۔ تعلیمی قابلیت کمپیوٹر سائنس/سافٹ ویئر انجینئرنگ یا متعلقہ فیلڈ میں MS/BS یا اس کے برابر ہو۔ ڈیٹا بیس اور نیٹ ورکس کا علم ہو۔ ایسے احباب جو خدمت سلسلہ کا شوق رکھتے ہوں اپنی درخواستیں مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کے نام لکھ کر مندرجہ ذیل پتہ پر صدر صاحب/امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوادیں۔ اپنا Resume اور سرٹیفیکیٹس کی نقول بھی ساتھ بھجوائیں۔

انچارج کمپیوٹر سیکشن۔صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
فون:047-6214530۔فیکس:047-6212398
ای میل:gafarrukh@gmail.com
(انچارج کمپیوٹر سیکشن)

توسیع تاریخ مقابلہ مقالہ نویسی
2008-09ء
(مجلس انصاراللہ پاکستان)

مقابلہ مقالہ نویسی میں شرکت کرنے والے انصار، خدام، اطفال، لجنہ، ناصرات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مقالہ جمع کروانے کی آخری تاریخ 31راگست 2009ء تھی۔ اب اس میں ایک ماہ کی توسیع کی جارہی ہے اور مقالہ جات جمع کروانے کی آخری تاریخ 30 ستمبر 2009ء مقرر کردی گئی ہے۔ تمام مقالہ نویس 30 ستمبر 2009ء سے قبل اپنے مقالہ جات قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان کو بھجوادیں۔

(عبدالخالق خالد۔ قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

ماہر نفسیات کی آمد

مکرمہ ڈاکٹر شہلا آفندی صاحبہ ماہر نفسیات مورخہ 8راگست 2009ء کو ہسپتال میں مریضوں کے معائنہ کیلئے تشریف لائیں گے۔ ضرورت مند احباب و خواتین سے درخواست ہے کہ ان کی خدمات سے استفادہ کے لئے ہسپتال تشریف لائیں اور پرچی روم سے قبل از وقت اپنی رجسٹریشن کروالیں۔ مزید معلومات کے لئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل وجواہر نمبر 542

خطبہ حنین

آنحضورؐ نے غزوہ حنین کے اموال کی تقسیم صرف قریش میں کی اور انصار کو کچھ عنایت نہیں فرمایا جس میں کئی اسرار تھے جس پر ایک انصار کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ بخدا رسولؐ اللہ اپنی قوم سے جا ملے ہیں۔ یہ بات جونہی دربار رسالت تک پہنچی آنحضورؐ نے سب انصار بزرگوں کو ایک خیمہ میں جمع ہونے کا ارشاد فرمایا بعد ازاں انہیں مخاطب کرتے ہوئے نہایت دردانگیز اور رقت آمیز الفاظ میں ارشاد فرمایا:

''اے گروہ انصار! یہ تمہاری چہ مگوئیاں کیسی ہیں جو مجھ تک پہنچی ہیں اور تمہارے دل میں یہ غم وغصہ کیسا ہے؟ جو تم نے مجھے پر کیا ہے؟ کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم گمراہ تھے پھر اللہ نے تمہیں ہدایت دے دی، تم محتاج تھے اللہ نے تمہیں غنی کر دیا۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ انصار بولے! بے شک اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا احسان اور فضل وکرم سب سے بڑھ کر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے گروہ انصار! کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے؟ انصار نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپؐ کو کیا جواب دیں گے؟ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہی احسان وفضل وکرم ہے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! تم چاہتے تو جواب دیتے اور تم اپنی بات میں بالکل سچے ہوتے اور تمہاری سچائی کو مانا بھی جاتا کہ تو ہمارے پاس اس حالت میں آیا کہ لوگوں نے تجھے جھٹلایا تھا، ہم نے تیری تصدیق کی۔ لوگوں نے بے یارو مددگار چھوڑ دیا تھا ہم نے تیری مدد کی۔ تجھے نکال باہر کر دیا تھا، ہم نے تجھے پناہ دی۔ تُو مفلس تھا ہم نے تجھے آسودگی دی۔ گروہ انصار! کیا تم دنیا کی حقیر چیز کے لئے رنجیدہ ہو گئے ہو؟ حالانکہ اس سے میں نے کچھ لوگوں کی دلداری کرنا چاہی تاکہ وہ اسلام لے آئیں۔ جب کہ تمہیں میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا۔ گروہ انصار! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں لے جائیں اور تم اپنے کجاوؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا اور اگر وہ لوگ ایک گھاٹی میں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلتے ہوتے تو میں انصار کے ساتھ چلتا ہوتا۔ اے اللہ! انصار پر، ان کی اولاد پر، ان کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما۔ یہ سن کر انصار اتنا روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور کہنے لگے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر راضی ہیں۔''

(''سیرت ابن ہشام'' جلد 4 صفحہ 142)

خطبہ حجۃ الوداع

''لوگو! سنو کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس جگہ، اس مہینہ، اس شہر میں میں تم سے نہ مل سکوں۔ مجھ سے سنو! میں تفصیل سے بیان کر دوں۔

لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال، اس دن، اس ماہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح حرام ہے تا آنکہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ کیا میں نے بات پہنچا دی؟ اے اللہ گواہ رہنا۔ جس شخص کے پاس کوئی امانت ہو وہ جس کی امانت ہے اسے لوٹا دے۔ جاہلیت کا سود ختم کیا جاتا ہے۔ پہلا سود جس سے میں اس حکم کا آغاز کرتا ہوں میرے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ جاہلیت کا خون معاف ہے اور اس ضمن میں پہلا خون جسے ہم معاف کرتے ہیں عمرو بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے۔ جاہلیت کے اعزازات ختم کئے جاتے ہیں بجز خدمت کعبہ اور حجاج کو پانی پلانے کے اعزاز کے۔ قتل عمد میں قصاص ہوگا اور شبہ عمد کہ کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مار ڈالا جائے اس میں سو اونٹ دینے ہوں گے جو اس پر اضافہ کرے گا وہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔ کیا میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا؟ اے اللہ گواہ رہنا۔ پھر فرمایا لوگو: تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے۔ تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی دوسرے کو دعوت نہ دیں اور تمہاری اجازت کے بغیر کسی ایسے آدمی کو تمہارے گھر نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اور کوئی بے حیائی کا کام نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ انہیں خواب گاہوں میں اکیلا چھوڑ دو اور انہیں اس طرح مارو کہ کوئی نشان نہ پڑے۔ اگر باز آ جائیں اور تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو تمہارے ذمہ دستور کے مطابق ان کا نفقہ اور لباس ہے۔ عورتیں تمہارے پاس قیدی ہیں اپنے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ اللہ کی امانت کے طور پر تم نے انہیں حاصل کیا اور اللہ کے کلمہ سے تمہارے لئے ان سے تمتع جائز ہوا۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرو۔ کیا میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا؟ اے اللہ گواہ رہنا۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے یا جو غلام اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب انسانوں کی لعنت ہو، اس سے کوئی بدلہ اور معاوضہ وصول نہیں کیا جائے گا۔ نیز فرمایا: عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ۔''

(سیرت ابن ہشام جلد 4 صفحہ 144)

کامیابی۔ حضرت مصلح موعود کے قلم سے

نوٹ:۔ دہلی سے خواجہ حسن نظامی صاحب کے زیر انتظام ایک نیا رسالہ ''کامیابی'' کے نام سے جاری ہوا ہے جس کی غرض ایک تجارتی کمپنی کو کامیاب بنانے اور مسلمانوں میں تجارتی کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش کرنا تھا۔ اس کے پہلے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے حاصل کر کے ایک مضمون شائع کیا گیا جو دائمی حیثیت کا حامل ہے۔

کامیابی ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنوں سے عام طور پر ہمارے اہل ملک ناواقف ہیں اور یہی وجہ ہماری ناکامیوں کی ہے۔ ہمارے ملک میں کامیابی نام ہے روپیہ کا۔ کامیابی نام ہے اچھے کپڑے پہننے کا اور اچھے کھانے کھانے کا۔ کامیابی نام ہے لوگوں پر تسلط پانے اور حکومت کرنے کا۔ مگر حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ غلط مفہوم کامیابی کا نہیں ہوسکتا۔ جن چیزوں کو ہم کامیابی قرار دیتے ہیں انہیں کو اپنا کام (یعنی مقصد) بنا لینا کامیابی کے راستہ میں روک ہوا کرتا ہے۔ یہ چیزیں خود کامیابی نہیں بلکہ بعض دفعہ کامیابی کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے بعض لوگ پوچھ بیٹھا کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کیوں ناکام ہوئے اور یزید کیوں کامیاب ہوا۔ حالانکہ اگر غور کرتے تو **یزید باوجود مال و دولت اور جاہ وحشم کے ناکام رہا اور حضرت امام حسینؑ باوجود شہادت کے کامیاب رہے۔ کیونکہ ان کا مقصد حکومت نہیں بلکہ حقوق العباد کی حفاظت تھا۔ تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ مگر وہ اصول جس کی تائید میں حضرت امام حسینؑ کھڑے ہوئے تھے۔ یعنی انتخاب خلافت کا حق اہل ملک کو ہے۔ کوئی بیٹا اپنے باپ کے بعد بطور وراثت اس حق پر قابض نہیں ہوسکتا۔ آج بھی ویسا ہی مقدس ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ بلکہ ان کی شہادت نے اس حق کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ پس کامیاب حضرت امام حسینؑ ہوئے نہ کہ یزید۔**

قرآن کریم نے نہایت مختصر الفاظ میں کامیابی کا گُر بتایا ہے اور میں اس کامیابی کی طرف ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی وہ لوگ جو دوسروں سے آگے نکلنے اور اول رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی ہر اک چیز کو قربان کر دیتے ہیں۔ یا ایسے لوگوں کے ممد اور معاون ہوتے ہیں اور وہ لوگ جو مذکورہ بالا جماعت کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اسی نے ان لوگوں کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے اندر نہریں چلتی ہیں اور وہ ان میں بستے چلے جائیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(توبہ آیت:100)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اصل کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ آرام اور آسائش کے سامان اس کے نتیجہ میں ملتے ہیں خود مقصود بالذات نہیں ہوتے اور نیز یہ بتایا گیا ہے کہ کامیابی کا گُر یہ ہے کہ کوئی قوم ان مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے جو قربانی چاہتی ہیں اور جن کا فائدہ بادی النظر میں انسان کی اپنی ذات کو نہیں بلکہ دوسروں کو پہنچتا ہے۔ دوسری اقوام سے آگے بڑھنے اور اول رہنے کی کوشش کرے یہی وہ گر ہے جسے ہماری قوم نے نظر انداز کر دیا ہے اور یہی وہ گُر ہے جس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ ہمارے اندر دولت مند بھی ہیں اور صاحب جائیداد بھی۔ لیکن باوجود اس کے ہم کامیاب نہیں۔ اس لئے کہ ہماری قوم اور ہمارے اہل ملک کی کوششیں اپنے نفس کی عزت اور اپنے آرام کے حصول کے لئے خرچ ہوتی ہیں۔ لیکن کامیابی کا گُر یہ ہے کہ قوم سب کی سب مہاجر ہو جائے یعنی اپنے نفس کو بھلا کر ان کاموں میں لگ جائے جو بنی نوع انسان کی مجموعی ترقی کا موجب ہوں یا انصار بن جائے یعنی ایسے لوگوں کی مددگار اور معاون ہو حتیٰ کہ دنیا کا ہر ایک ملک اپنے گرد وپیش ایسے سامان دیکھے جن کے بغیر اس کا گزارہ مشکل تھا اور جن کا حصول اسی قوم کی شدید قربانیوں کے بغیر ناممکن تھا یہ قوم کامیاب ہوتی ہے اور اس کا ذکر خیر دنیا سے کبھی نہیں مٹ سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے برادران وطن اسی صداقت کو سمجھ کر اس کی طرف پوری توجہ کریں گے۔ خالی نقل سے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ بعض علوم وفنون میں سابقون الاولون میں ہونے کی کوشش نہیں کریں گے اور دوسری اقوام کو اپنے پیچھے چلانے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ وہ برابر ناکامی کا منہ دیکھتے رہیں گے لیکن کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہماری سابقہ ناکامیاں ہمیں بیدار کر دیں۔ کیا ہماری پستی کے لئے کوئی اور قعر مذلت باقی ہے جس تک گرنا ہمارے لئے ضروری ہے کیا ہم بچپن کے زمانہ سے نکل کر شباب نہیں بلکہ پیری کا زمانہ ہی دیکھیں گے اور پھر نابالغ بنے رہیں گے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو بلکہ خدا کرے کہ ہماری قوم بیدار ہو کر مہاجر و انصار کا رنگ دکھاتی ہوئی دنیا کے ترقی کے میدان میں سابقون الاولون کے دوش بدوش کھڑی ہو اور ہر ایک قربانی عارضی نہیں بلکہ مستقل اس پر آسان ہو اور وہ کامیابی کے میدان میں ایک ایسی پائیدار یادگار چھوڑے جس کے نقش مرور زمانہ سے بھی نہ مٹ سکیں۔

(الفضل 12 جولائی 1929ء ص7)

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/5 روپے

مکرم محمد طاہر ندیم صاحب عربک ڈیسک یو۔کے

بعض صلحائے عرب اور ابدال شام

(قسط اول)

✿......6/اپریل 1885ء کو حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک مکتوب بنام میر عباس علی شاہ میں اپنا مندرجہ ذیل الہام تحریر فرمایا۔

یدعون لک أبدال الشام .... یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں۔ اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 607)

✿......اگست 1888ء میں آپ نے فرمایا

کہ اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال تجھ پر سلام بھیجتے ہیں۔

(الحکم 31/اگست 1901ء صفحہ 6 کالم نمبر2)

حضور کے یہ الہامات بڑی شان کے ساتھ حضور کی زندگی میں ہی پورے ہوگئے اور عرب کے مختلف علاقوں سے حضرت شیخ محمد بن احمد المکی، حضرت محمد سعید الشامی، حضرت سید عبداللہ العرب، حضرت عبد الحی العرب، حضرت علی بن شریف مصطفیٰ، حضرت عثمان العرب، حضرت السید مہدی البغدادی حضور پر ایمان لے آئے اور صلحاء العرب اور ابدال الشام کے مصداق ٹھہرے۔

یہاں دو امور کی وضاحت بھی کرتے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور کے الہام میں شام سے مراد صرف ملک شام یعنی موجودہ Syria ہی نہیں ہے بلکہ فلسطین، لبنان اردن اور شام کے علاقے بلاد الشام میں شامل ہیں۔

ابدال کون؟

دوسرے یہ جاننا ضروری ہے کہ ابدال کون لوگ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''دیکھو! جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا چلا جاتا ہے اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے، جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا، وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے، تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہوسکتا۔ اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 284)

الحاج محمد بن محمد المغربی الطرابلسی

ان کا اصل نام الحاج محمد بن محمد منصور ریاقات المغربی تھا۔ آپ مراکش (جسے عربی میں المغرب کہتے ہیں اور اسی کی نسبت سے آپ المغربی کہلائے) میں ''مکناس'' نامی ایک جگہ کے رہائشی تھے۔

مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مربی بلاد عربیہ ان کے بارہ میں لکھتے ہیں: آپ نے حج کے لئے جانے والے قافلہ کے ہمراہ بیت اللہ الحرام کا قصد کیا اور تمام سفر کبھی اونٹ پر سواری کرتے ہوئے اور کبھی پیدل طے کیا۔ آپ نے کل 17 مرتبہ حج کیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ دن کا کچھ وقت کام کرتے تھے تا کہ کھانے کیلئے کچھ خرید سکیں جبکہ باقی تمام وقت عبادت اور ذکر الٰہی میں گزارتے تھے۔ مکہ سے آپ یمن چلے گئے جہاں آپ نے ''سید محمد بن ادریس'' کی شاگردی اختیار کی جو کہ آنحضرت ﷺ کی نسل میں سے تھے۔ سید محمد بن ادریس کی وفات کے بعد آپ نے وطن واپس جانا چاہا لیکن حالات کی خرابی کے باعث حیفا آگئے جہاں طیرہ نامی ایک علاقے میں ایک مسجد جامع الجریسۃ میں قیام فرمایا اور بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کا کام شروع کردیا۔

مولانا جلال الدین شمس صاحب 1928ء میں کبابیر میں تھے۔ 3/جون 1928ء کو بعض دوستوں کے ہمراہ سیر کرتے ہوئے کبابیر کے نچلی سمت واقع وادی السیاح میں گئے تو ان کی ملاقات الحاج محمد المغربی الطرابلسی سے ہوئی۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ 23 سال سے حضرت مسیح موعود پر ایمان لا چکے ہیں۔

حضرت مولانا شمس صاحب ان کا ایک بیان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس میں المغربی صاحب فرماتے ہیں:۔

''میں یمن میں امام محمد بن ادریس امامِ یمن کے پاس تھا جو کابل سے امام محمد بن ادریس کے پاس چند کتابیں اس مدعی کی پہنچیں۔ آپ نے دو کتابیں پڑھ کے علماء کے سپرد کر دیں اور کہا کہ یہ کام آپ کا ہے اس کے بارہ میں رائے ظاہر کریں۔ اور آپ نے خود اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ پھر علماء میں اس کے متعلق اختلاف ہوا۔ بعض کہیں کہ جو کچھ اس نے لکھا سچ ہے، بعض کہیں کہ ایسی باتیں کہنے والا کافر ہے۔ مگر میں استخارہ کر کے اور بعض خوابیں دیکھ کر آپ پر ایمان لے آیا۔ چنانچہ میں اس وقت سے آپ کو امام الوقت مسیح موعود مانتا ہوں...... میں نے پوچھا کون سی کتابیں وہاں پہنچی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہم نے اس وقت چند عبارات حفظ کی تھیں۔ جب انہوں نے عبارات سنائیں تو وہ الاستفتاء کی تھیں۔ پھر انہوں نے قصیدۃ اعجازیہ کے شعر سنائے...... 13/جولائی کو وہ میرے مکان پر جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لائے تو نماز ادا کرنے کے بعد کہنے لگے: اگرچہ میں پہلے سے ایمان لایا ہوا ہوں مگر پھر آپ کے ہاتھ پر تجدید عہد کرتا ہوں۔ تب وہ اور دو شخص اور ان کے ساتھ سلسلہ میں داخل ہوئے۔''

1930ء میں جبکہ کبابیر میں الحاج صالح عبدالقادر عودہ نے اپنے خاندان سمیت احمدیت قبول کرلی تو الحاج المغربی بھی کبابیر میں آگئے اور کبابیر کے بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ اور مدرسہ کبابیر قائم ہونے تک باقاعدہ یہ خدمت بجالاتے رہے۔

جب خدا تعالیٰ کے فضل سے کبابیر میں احمدی پریس کا قیام عمل میں آیا تو اس وقت بجلی کی سہولت تو میسر نہ تھی تمام کام ہاتھ سے ہی سرانجام دیئے جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں مکرم الحاج المغربی صاحب نے اپنی خدمات پیش کیں اور 1935ء سے لے کر 1953ء تک مسلسل 18 سال وہ کام کرتے رہے۔

آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ روزانہ دو بجے رات کو جاگ جاتے تھے اور تہجد ادا کیا کرتے تھے۔ اور باوجود مالی حالات کی خرابی کے مکمل پابندی کے ساتھ چندہ ادا کرتے تھے۔ 18/دسمبر 1960ء کی رات آپ نے تہجد کی نماز ادا کی اور نماز فجر کا انتظار فرما رہے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ یوں آپ پر بوقت وفات بھی اس مومن کی مثال صادق آئی کہ جس کا دل (بیت) میں اٹکا رہتا ہے''۔

(مآخذ تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 526، مجلۃ البشریٰ جنوری، فروری 1937ء صفحہ 52-53، الفضل 31/اگست 1928ء صفحہ 7 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلد اول صفحہ 204-205، تبعین احمد جلد اول صفحہ 80 تا 93)

مکرم منیر الحصنی صاحب

آپ عرب ممالک کی ایک قابل فخر احمدی شخصیت اور حضرت مسیح موعود کے الہام میں مذکور ابدال شام میں سے ایک عظیم بدل تھے۔ آپ اپنے صدق و اخلاص، دینی غیرت و شجاعت، اور بے مثال فدائیت اور حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت سے خاص عشق کی وجہ سے خلفائے کرام کی محبت، دعا اور خاص قرب پانے والے بن گئے۔

آپ دمشق میں پیدا ہوئے۔ اور پہلی جنگ عظیم کے دوران آپ قدس شریف میں کلیۃ صلاح الدین الایوبی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ آپ کو احمدیت کے بارہ میں پتہ چلا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ:

پہلی جنگ عظیم کے دوران ترکی کے ذمہ بلاد شام کی قیادت ہوئی جسے جمال پاشا نامی قائد نے سنبھالا انہوں نے قدس شریف میں ایک دینی کالج قائم کیا جس کا نام كلية صلاح الدين الأيوبي رکھا جو کہ الكلية الصلاحية کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کالج کے قیام کا بنیادی مقصد دین کی دعوت الی اللہ کیلئے لوگ تیار کرنا تھا۔ چنانچہ اس کالج کے لئے جمال پاشا نے اس وقت کے بڑے بڑے علماء کو استاد کے طور پر رکھا جیسے: عبدالعزیز جاویش، رستم حیدر، عبدالقادر المغربی، جودت الہاشمی وغیرہ۔ اور اس کالج میں تاریخ ادیان پڑھانے کے لئے حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا انتخاب کیا گیا۔

آپ کے شاگردوں میں سے ایک باسعادت شاگرد مکرم منیر الحصنی صاحب بھی تھے جن کو احمدیت کا پیغام پہنچا لیکن اس کے بارہ میں تحقیق اور مزید معلومات کا تبادلہ نہ ہوسکا کیونکہ جنگ کے دوران ہی حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اسیر ہوگئے اور احمدیت کے بارہ میں منیر الحصنی صاحب کو مزید معلومات میسر نہ آسکیں۔

جنگ عظیم کے بعد آپ نے قانون کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جرمنی کا سفر اختیار کیا جہاں سے آپ کی واپسی 1925ء میں ہوئی۔ اور 1925ء میں ہی حضرت خلیفہ ثانی نے حضرت ولی اللہ شاہ صاحب اور مولانا جلال الدین صاحب شمس کو دمشق میں احمدیت کے مربی کے طور پر بھجوایا تھا۔ چنانچہ ان کی مکرم منیر الحصنی صاحب سے اچانک ملاقات ہوگئی اور یوں پرانے رابطے بحال ہوگئے۔

آپ خود لکھتے ہیں کہ:

''میری خوش قسمتی تھی کہ میرا تعارف حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کے ذریعہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس سے ہوگیا۔ چنانچہ میں اکثر اوقات ان کے پاس آتا جاتا رہتا تھا اور کئی ان امور دینیہ میں آپ کے ساتھ بات کرتا جن کا حل وہاں کے مولویوں کے پاس نہ تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ایسے امور نے نئی نسل کو فتنہ میں ڈال دیا تھا چنانچہ ان کے دلوں میں دین کے بارہ میں شکوک اور شبہات پیدا ہوگئے تھے۔ لیکن میں ہر دفعہ مولانا شمس صاحب سے نہایت تسلی بخش جواب پاتا تھا اور دین پر ہر اعتراض کا کافی وشافی رد ملتا تھا۔

(البشریٰ مارچ 1936ء)

گو کہ مکرم منیر الحصنی صاحب حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب سے شروع میں ہی متعارف ہو کر

ان کے گہرے دوست بن گئے تھے، اور بڑی کثرت سے آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ آپ کی زبان سے مسیح موعود کے لائے ہوئے علم کلام کی قوت کا بھی اعتراف تھا، پھر بھی احمدیت میں داخل ہونے کے لئے مزید تسلی چاہتے تھے۔ اور یہ تسلّی 1927ء میں اس وقت ہوئی جب مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دمشق میں ایک تحریری مناظرہ ڈنمارک کے ایک مشہور پادری الفریڈ نلسن سے کیا جو بیس سال سے شام کے علاقہ میں عیسائیت کا کام کر رہے تھے اور شام کے عیسائی مشنوں کے انچارج تھے۔ موضوع مناظرہ یہ تھا کہ کیا حضرت مسیح ناصری فی الواقعہ صلیب پر فوت ہوئے؟ اس مناظرہ میں حضرت مولانا شمس صاحب کے دلائل سن کر مکرم منیر الحصنی صاحب احمدیت میں شامل ہوگئے۔ چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں۔

میرے قبول احمدیت کا سب سے بڑا سبب یہی مناظرہ تھا۔ کیونکہ مَیں نے دیکھا کہ احمدی مربی کے دلائل و براہین لاجواب تھے۔ مسیحی مناظر سے ان کا کوئی جواب نہ بَن پڑا اور عزت و غلبہ دین نصف النہار کی طرح ظاہر ہوگیا۔ عیسائی پادری اور مولانا شمس صاحب میں مناظرہ سے پہلے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اختتام مناظرہ پر پوری روئداد مناظرہ فریقین کے خرچ پر طبع کرائی جائے گی۔ لیکن جب مناظرہ ہو چکا تو وہ اپنے عہد سے پھر گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ قبول احمدیت کے لئے کھول دیا اور مجھے مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا‘‘۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 525)

آپ کی بیعت کے بعد دمشق میں باقاعدہ مرکز کا قیام بھی عمل میں آیا۔ کچھ عرصہ بعد جب مولانا شمس صاحب پر حملہ ہوا اور انہیں دمشق سے فلسطین منتقل ہونا پڑا تو جماعت احمدیہ شام کا انتظام و انصرام آپ کے سپرد ہوا۔ پھر آپ کو 1928ء میں باقاعدہ طور پر جماعت احمدیہ شام کا امیر بننے کا اعزاز بھی حاصل ہوا اور آپ اس عہدہ پر تاحیات فائز رہے۔

آپ نے جملہ مربیان بلاد عربیہ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ مختلف عرب ممالک کے سفر بھی اختیار کئے۔ اور دین کی خدمت میں اپنا سب کچھ فدا کر دیا۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ **عرب دنیا کے آپ پہلے موصی ہیں جو نظام وصیت میں باقاعدہ طور پر شامل ہوئے**۔ اسی طرح آپ کو یہ اعزاز بھی نصیب ہوا کہ 1970ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ایک اجلاس کی صدارت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کے سپرد کی۔ اور اس طرح **آپ پہلے عربی احمدی بن گئے جس نے جلسہ سالانہ کے کسی اجلاس کی صدارت کی۔**

تقریباً 63 سال تک مسلسل دعوت الی اللہ و تربیت و اخلاص کی راہوں پر چلنے کے بعد بالآخر یہ مبارک وجود 1988ء میں تقریباً 90 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ آپ نے رسالہ البشریٰ میں بیسیوں مضامین لکھے۔ کئی قصائد اور نظمیں لکھیں اور متعدد کتابیں تالیف فرمائیں۔ آج بھی عرب احمدیوں میں آپ کے قصائد اور ترانے زبان زد عام ہیں۔ آپ کی کتابوں میں اہم ترین کتاب ’’المودودی فی المیزان‘‘ ہے۔

1939ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد خلافت کے 25 سال پورے ہونے پر جماعت احمدیہ نے سلور جوبلی منانے کا فیصلہ کیا۔ اس میں عرب ممالک کی جماعتوں کی طرف سے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں سپاسنامے اور اخلاص و وفا کے عہد و پیمانوں کی تجدید پر مشتمل خطوط لکھے گئے۔ جماعت شام کی طرف سے مکرم منیر الحصنی صاحب نے یہ خط لکھا جس میں آپ نے حضور کی مدح میں ایک قصیدہ بھی لکھ کر ارسال کیا۔

چند شعروں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے حضرت مرزا بشیر الدین آپ کو جزیرۂ عرب اور بلاد شام اور بیت اللہ الحرام کے علاقوں کے باسیوں کی طرف سے سلام اور آداب کا تحفہ پیش ہے۔ دمشق میں آپ کی آمد مبارک سے قبل ظلمتوں کا دور دورہ تھا لیکن آپ کی آمد سے تمام اندھیرے چھٹ گئے۔ دین پھیلانے کیلئے دنیا میں آپ جیسا امام اور کہاں ہوسکتا ہے۔ ایک دن ساری دنیا آپ کے ہاتھ میں ہوگی کیونکہ اس کو فتح کرنے کے لئے آپ کے پاس تیر و تفنگ کی بجائے علم و معارف کا اسلحہ ہے۔ جب ہمارے پاس سیدنا محمود جیسا عظیم امام ہے تو ہمیں دین کی عظمت کے کھو جانے کا خوف کیونکر لاحق ہوسکتا ہے۔ خدا کرے کہ آپ طویل عرصہ تک خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے ہمارے درمیان باقی و سلامت رہیں اور دنیا آپ کے ذریعہ رشد و ہدایت پاتی رہے۔

مکرم الحاج محیی الدین الحصنی صاحب

الحصنی خاندان جہاں ظاہری اثر و رسوخ اور جاہ وحشمت اور عزت و احترام رکھتا تھا وہاں اس خاندان کے گراں قدر ہیرے احمدیت کی گود میں آنے سے اور نکھر گئے۔ ان میں سے ایک الحاج محیی الدین الحصنی تھے۔ آپ کا شمار مصر کے چند مشہور اور بڑے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا۔ اور آج تک آپ کا نام مصر میں شارع الأزہر پر واقع آپ کی سابقہ بڑی بڑی دکانوں پر موجود ہے۔

آپ نے 1933ء میں مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ اور اخلاص میں اس قدر ترقی کر گئے کہ دین کو ہمیشہ ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے۔ اپنے ہر قسم کے مفاد پر احمدیت کو فوقیت دیتے اور محض خدمت کی غرض سے جماعت کے کاموں میں پیش پیش رہتے۔ آپ جماعت احمدیہ مصر کے صدر بھی رہے اور جب 1938ء میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے مصر میں کچھ عرصہ قیام کیا تو مکرم محیی الدین صاحب کو آپ سے ملاقات اور خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح آپ کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ بھی بلاد عربیہ میں متعدد سفروں میں رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔

مولانا ابو العطاء صاحب ان کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اخویم استاذ منیر آفندی الحصنی پہلے سے احمدی تھے۔ ان کے بڑے بھائی السید محی الدین الحصنی المرحوم جو قاہرہ کے بڑے تاجر تھے میرے وقت میں سلسلہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور بہت زندہ دل تھے۔ وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ مَیں نے چندہ کی تحریک کی اور احباب نے چندے لکھوائے اور ادا کرنے شروع کئے تو انہوں نے بھی خاصی رقم چندہ کی دی مگر ظرافت طبع کے طور پر کہنے لگے۔ کہ اے استاذ، آپ کا نام ابو العطاء (عطا کرنے والا) ہے مگر آپ ہمیشہ چندوں کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ آپ اپنا نام ابو العطاء کی بجائے ابو الأخذ (یعنی لینے والا) کیوں نہیں رکھ لیتے؟ میں نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی تحریک کرنا بھی ایک عطاء ہے اس لئے میرا نام ابو العطا ہی رہنے دیں۔ مجلس میں اس سے خوش طبعی کی لہر پیدا ہوگئی۔ مرحوم محی الدین الحصنی بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ رحمہ اللہ۔

مکرم الحاج عبد الرؤف الحصنی صاحب

آپ مکرم منیر الحصنی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نے 1938ء میں بیعت کی اور میدان روحانیت میں بہت جلد اعلیٰ منازل طے کر کے دوسروں کے لئے نمونہ بن گئے۔ آپ کی وفات اپریل 1954ء میں ہوئی۔ آپ کی وفات پر مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب سابق مربی سلسلہ بلاد عربیہ نے لکھا:۔

الحاج مرحوم جماعت دمشق میں اخلاص اور ایثار کا نمونہ تھے۔ سلسلہ کی تمام مالی تحریکات میں ایک مثال رکھتے تھے۔ ہفتہ واری میٹنگ میں شمولیت، نماز جمعہ میں باقاعدگی، ضیافت، خندہ پیشانی، سنجیدگی، اولاد کی تربیت، چغلی سے نفرت ان کی نمایاں خوبیاں تھیں۔ قدرتاً نورانی شکل رکھتے تھے۔ انہی اوصاف کی وجہ سے جماعت دمشق نے ان کو پریذیڈنٹ منتخب کیا۔ آپ کو سلسلہ کے خدام سے ایک خاص محبت تھی، سلسلہ کے کئی مربیان کرام جن کو دمشق سے گزرنے کا اتفاق ہوا ہے ان کو مشہور تاریخی مقامات کی زیارت کرواتے، ان کے ساتھ ہوا خوری کے لئے نکلتے اور ان کی ملاقات کے لئے بار بار آتے۔ مجھے دمشق میں تین سال رہنے کا اتفاق ہوا اور مَیں نے آپ کو سلسلہ کے لئے قابل قدر اور مفید وجود پایا۔

ایک دفعہ الحاج عبد الرؤف اور عاجز دمشق کے سرسبز مقام ’’ربوہ‘‘ گئے۔ راستے میں کہنے لگے کہ احمدیت کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔ احمدیت نے مجھے صحیح راستہ پر چلا دیا۔ قرآن کریم سے ان کو عشق تھا تفاسیر سننے کے ہمیشہ مشتاق رہتے۔ کانوں میں نقص کی وجہ سے وہ اونچی سنتے تھے اس لئے وہ پاس بیٹھ کر اور خاص توجہ سے سننے کے عادی ہو چکے تھے۔ ان کا نمایاں وصف جو قابل رشک و اقتداء ہے وہ اولاد کی تربیت کرنا ہے۔ جمعہ کی نماز میں آپ اپنے تمام بچوں کو ساتھ لاتے۔ الحاج مرحوم نے اپنے گھر میں احمدیت کا ماحول پیدا کر دیا تھا۔ ان کا گھرانہ اس لحاظ سے قابل رشک تھا۔ دوسری مرتبہ حج کرنے کی خواہش تھی اور حج سے واپسی پر حضرت خلیفہ ثانی، رفقاء مسیح موعود اور قادیان کی زیارت کے متمنی تھے لیکن افسوس ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔

(از تاریخ احمدیت جلد 17 صفحہ 404-405)

کبھی کبھی خدا تعالیٰ کا فضل اس طرح بھی انسان پر ہوتا ہے کہ اس کی خواہش کو ایسے عظیم الشان رنگ میں پورا فرماتا ہے کہ جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ الحاج عبد الرؤف الحصنی صاحب کی قادیان جا کر حضرت خلیفہ ثانی سے ملاقات کی خواہش تو پوری نہ ہوسکی تاہم یہ ایک عجیب اتفاق ہوا کہ ان کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ ثانی نے بغرض علاج یورپ کا سفر اختیار کیا تو راستہ میں دمشق میں بھی چند دن قیام فرمایا۔ ان میں سے ایک رات الحاج عبد الرؤف الحصنی صاحب کے صاحبزادگان نے حضور انور کو رات کے کھانے کی دعوت دی جسے حضور نے قبول فرمالیا اور پھر خود ان کے گھر تشریف لائے۔ السید عبد الرؤف الحصنی کے بڑے بیٹے سید نادر الحصنی اپنے خاندان کے لئے اخلاص کا ایک عمدہ نمونہ تھے۔ حضور کی طبیعت شگفتہ تھی اور اس شگفتگی سے ساری مجلس باغ و بہار بنی رہی۔ لطائف کا سلسلہ چلتا رہا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور نے دعا کروائی۔ پھر سید نادر الحصنی کے چھوٹے بھائی السید نور الدین الحصنی صاحب نے سورہ والضّحی کی نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی۔

مکرم نادر الحصنی صاحب بفضل اللہ تعالیٰ بقید حیات ہیں اور کینیڈا میں مقیم ہیں۔ مختلف کتب اور تراجم پر کام کرتے رہے ہیں۔ نیز ایک قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے۔

مکرم فضل احمد شاہد صاحب

مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب سابق امیر ضلع کوٹلی

جماعت احمدیہ کوٹلی کے سابق امیر مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب 17 فروری 2009ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اسی دن 4 بجے کوٹلی میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں کوٹلی شہر کے علاوہ گوئی، آرام باڑی، بھابڑہ اور اگھار کالونی کے احباب جماعت بھی شامل ہوئے۔ اسی رات نعش ربوہ لائی گئی۔

18 فروری کو بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے دعا کرائی۔ 16 جون 2009ء کو قبل از نماز ظہر بیت الفضل لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم نے اپنی یادداشتوں میں اپنے بعض حالات کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم کے بیان کے مطابق خاکسار کی پیدائش عیدالاضحیٰ کی صبح کو ہوئی۔ خاکسار کے والد صاحب اور تایا صاحب ایک لمبے عرصہ سے جماعت اہل حدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ تایا صاحب مرحوم مسمی مستری سخی محمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق بخشی۔

1947ء سے قبل جبکہ خاکسار ابھی بچہ ہی تھا تو سکول میں چھوٹے چھوٹے بچے میرے تایازاد بھائیوں کو تنگ کرتے۔ خاکسار بھی کئی دفعہ دل میں یہ سوچتا کہ محترم تایا صاحب نے یہ کیا مذہب اختیار کرلیا ہے۔

آپ کے تایا نے ستمبر 1963ء میں وفات پائی۔

چونکہ ڈاکٹر صاحب کے والد صاحب نے احمدیت قبول نہیں کی تھی اور پھر آپ نے ایک ایسے سکول میں تعلیم حاصل کی جس میں عربی کے استاد نے احمدیت کے خلاف کلمات کہے اس لئے ڈاکٹر صاحب کا بھی احمدیت سے بغض وعناد رہا۔ تاہم ڈاکٹر صاحب کا رابطہ اپنے تایازاد بھائی کے ذریعہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد سے ہوا جن سے احمدیت کے متعلق سوال و جواب ہوئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد 1952ء میں ڈاکٹر صاحب بیعت کرکے احمدیت کے دائرہ میں داخل ہوگئے اور حضرت مصلح موعود نے آپ کی بیعت منظور فرمائی۔ احمدیت قبول کرنے کے فوراً بعد ڈاکٹر صاحب کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

ڈاکٹر صاحب کی شادی ایک غیر احمدی لڑکی سے ہوئی جونہی لڑکی والوں کو ڈاکٹر صاحب کے احمدی ہونے کا پتہ چلا انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ جب تک وہ احمدیت سے توبہ نہ کریں گے ان کے سسرال لڑکی کو ہرگز روانہ نہیں کریں گے۔ لیکن چونکہ لڑکی آپ کے ساتھ رہنے پر رضامند تھی اس لئے کچھ عرصہ بعد دیگر رشتہ داروں کی کوششوں سے یہ آپ کے گھر آگئی۔ 1966ء میں آپ کی بیگم صاحبہ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوگئیں۔

قبول احمدیت کے بعد ڈاکٹر صاحب کے والد صاحب نے بھی آپ کی بہت مخالفت کی ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

محترم والد صاحب جو میرے قبول احمدیت کے باعث وقتاً فوقتاً مجھے تنگ کرتے رہتے تھے ایک دن میرا تمام سامان مع کتب سلسلہ جن میں تفسیر کبیر بھی شامل تھی باہر پھینک دیا اور مجھے بھی میرے بیوی بچوں سمیت گھر سے باہر نکال دیا۔ میں نے انہیں اف تک نہ کہی صرف آنسو بہاتا رہا اور سامان کو اکٹھا کرکے تایا صاحب کے قریبی مکان میں رکھ دیا۔

دعاؤں کے نتیجہ میں ان کے والد صاحب کے دل میں کچھ لچک پیدا ہوئی اور انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو ایک چھوٹے سے کمرہ میں رہنے کی اجازت دی۔

محترم ڈاکٹر صاحب مختلف جگہوں پر ملازمت کرتے رہے۔ جولائی 1966ء میں آپ نے ملازمتوں کو چھوڑا اور ستمبر 1966ء میں کوٹلی شہر میں ادویات کی دکان کھولی۔ جس وقت آپ نے دکان کھولی اس وقت کوٹلی کے مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد مکرم راجہ محمود احمد صاحب تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو اپنا نائب بنا دیا۔ دوسرے سال کے انتخاب میں ڈاکٹر صاحب قائد مقامی منتخب ہوگئے۔ 1967ء میں ڈاکٹر صاحب کو قائد ضلع میرپور نامزد کیا گیا۔ ان عہدوں پر آپ نے 4 سال تک کام کیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب 1978ء سے 1981ء تک کوٹلی شہر کے صدر جماعت رہے۔ جبکہ 1981ء سے 1997ء تک بیک وقت صدر جماعت اور امیر ضلع کوٹلی کے طور پر جماعتی خدمات انجام دیں۔

خاکسار راقم الحروف کا ڈاکٹر صاحب سے اس وقت تعارف ہوا جب 1983ء کے آغاز میں میری تقرری بطور مربی سلسلہ گوئی ضلع کوٹلی میں ہوئی۔ 1984ء میں ڈاکٹر صاحب کی ایک بیٹی کا رشتہ میرے چھوٹے بھائی سے ہوا۔ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے بیت المبارک میں نکاح کا اعلان کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نماز کے بعد ازراہ شفقت بیٹھ گئے۔ میں نے اس کا ذکر ڈاکٹر صاحب سے کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضور کو نکاح کے مبارک ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی تھی اس سے زائد کچھ نہیں کہا لیکن یہ حضور کی ذرہ نوازی ہے کہ حضور خود ہی ازراہ شفقت دعا میں شامل ہوئے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ 1961ء میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) نے آزاد کشمیر کی جماعتوں کا دورہ فرمایا۔ آپ کوٹلی کی جماعتوں، آرام باڑی، بھابڑہ، گوئی اور چرناڑی بھی تشریف لے گئے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار نے یہ تمام سفر ان کے ساتھ رہ کر کافی استفادہ کیا۔

ڈاکٹر صاحب کا مرکز احمدیت سے بھی گہرا رابطہ تھا۔ وہ ربوہ آتے تو مجھ سے بھی ان کی ملاقاتیں ہوتیں۔ ان ملاقاتوں سے میرے اور ان کے مراسم میں مزید پختگی پیدا ہوتی۔ 1989ء کے جشن تشکر کے پروگراموں میں ڈاکٹر صاحب نے مجھے مارچ اور دسمبر 1989ء کے جلسوں میں کوٹلی بلایا۔ چنانچہ خاکسار نے کوٹلی اور نواحی جماعتوں کے جلسوں میں شمولیت اختیار کرکے تقاریر کیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تین بیٹیوں کے رشتے ہمارے خاندان میں ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب میں یہ عجیب خوبی دیکھی کہ وہ رشتہ داریوں کا بہت لحاظ رکھتے۔ ہمارے عزیزوں میں کوئی فوت ہوتا تو اظہار ہمدردی کرتے۔ 1997ء میں میرے سسر فوت ہوئے ان ایام میں خاکسار کے برادر نسبتی عزیزم عبدالنور بطور انسپکٹر تحریک جدید دورہ پر تھے اور گوئی گئے ہوئے تھے۔ مرکزی ہدایت کے تابع ڈاکٹر صاحب نے عزیز موصوف کو نہ صرف ربوہ تک پہنچایا بلکہ ڈاکٹر صاحب موصوف مع بیگم کوٹلی سے ربوہ تک اظہار ہمدردی کے لئے تشریف لائے۔ اتنی دور سے گرمی کے موسم میں اور بڑھاپے کے عالم میں ان کا کوٹلی سے ربوہ مع بیگم آنا ایک بہت ہی اثر انگیز واقعہ ہے جس کی یاد ہمارے عزیزوں میں ایک عرصہ تک قائم رہے گی۔ آخر میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے جملہ لواحقین کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

مکرم بلال احمد منگلا صاحب

سرگودھا کا مختصر تعارف

سرگودھا کا لغوی مطلب

سرگودھا دو الفاظ کا مرکب ہے۔ ''سر'' اور ''گودھا''۔ ہندی زبان میں سر کے معانی تالاب کے ہیں۔ گودھا ایک فقیر کا نام تھا۔ جو ایک تالاب پر دھونی رمائے بیٹھا رہتا تھا۔ اس فقیر کی نسبت سے اس کا نام گودھے والا پڑ گیا۔ لیکن کثرت استعمال سے اس کا نام سرگودھا پڑ گیا۔ پہلے یہ تحصیل تھا۔ اور ضلع کا نام شاہ پور تھا۔ لیکن 1914ء میں اسے ضلعی صدر مقام بنا دیا گیا 1958ء میں اسے اول نمبر کی میونسپل کمیٹی کا درجہ ملا اور 1960ء میں ضلع ڈویژن بنا دیا گیا۔ پاک فضائیہ کے ایک اہم مستقر کا صدر مقام بنایا گیا اور PAF کالج بنایا گیا۔

سرگودھا کے شمال میں ضلع جہلم اور مشرقی حد ضلع گجرات اور ضلع گوجرانوالہ سے ملتی ہے۔ جنوب کی طرف ضلع جھنگ ہے اور مغرب میں ضلع خوشاب ہے۔ سرگودھا لاہور سے 123 میل کے فاصلے پر ہے۔ سرگودھا بذریعہ ریل پاکستان کے تمام شہروں سے مربوط ہے۔

سرگودھا میں رہنے والے لوگوں کی کثیر تعداد اپنا کاروبار کرتی ہے تاہم کافی زمیندار ہیں اور آبادی کا دارومدار زیادہ تر زراعت پر ہے۔ گندم گنا، چنے، چاول اور کپاس اس علاقے کی اہم فصلیں ہیں جبکہ سرگودھا پورے پاکستان میں کینوؤں کے باغات کی وجہ سے مشہور ہے۔ اور مالٹے کی بہت سی اقسام اس علاقے میں پائی جاتی ہیں۔ اسے پاکستان کا کیلی فورنیا بھی کہتے ہیں۔

سرگودھا میں PAF کالج کے علاوہ طلباء و طالبات کے متعدد کالج ہیں۔ کامرس کالج کے علاوہ تکنیکی، زرعی، پرائمری اور فنی تربیت کے متعدد ادارے ہیں۔ تمام سرکاری محکموں کے ڈویژنل دفاتر کام کر رہے ہیں۔ گزشتہ نصف صدی میں ادب، صحافت، قانون، فوج اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں سرگودھا نے ملک گیر شہرت کے حامل ممتاز اور نامور لوگ پیدا کئے ہیں۔

سرگودھا کے تاریخی مقامات میں بھیرہ، کمپنی باغ PAF BASE جو کہ پاکستان کا سب سے بڑا ایئر بیس ہے۔

حضرت مولانا شیر علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کا تعلق سرگودھا سے تھا۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ جو کسی تعریف کے محتاج نہیں ان کا تعلق سرگودھا سے تھا۔ آپ لمبا عرصہ جماعت احمدیہ سرگودھا کے امیر جماعت رہے۔ مکرم ڈاکٹر وزیر آغا صاحب، مکرم ڈاکٹر انور سدید صاحب، کا تعلق بھی سرگودھا سے ہے۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ میں اس شہر کے شاہینوں نے دشمن کے فوجی ٹھکانوں پر تاک تاک کر نشانے لگائے۔ اس جنگ میں سرگودھا کی تحسین لاہور اور سیالکوٹ کے ساتھ کی گئی اور پرچم استقلال سے نوازا گیا۔ 1965ء کی جنگ میں دشمن نے سرگودھا پر اپنا پہلا بم گرایا جو چل نہ سکا۔ چنانچہ جب سرگودھا میں داخل ہوں تو سب سے پہلے اس بہت بڑے بم سے ملاقات ہوتی ہے۔ جو کمپنی باغ کے چوراہے پر ایستادہ ہے۔ بم کے قریب ہی ایک چبوترے پر لکھا ہے ''پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الاالله''۔

سرگودھا میں ٹنگیانے، میکن، بندیال، نون خاندان، بھٹی، جوئیہ اور منگلا خاندان کے افراد کثرت سے آباد ہیں۔ ان کے علاوہ آرائیں، وڑائچ، گوندل، چیمہ اور باجوہ قوم کے بھی لوگ اس ضلع میں آباد ہیں۔

بھیرہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا آبائی مسکن

ضلع سرگودھا میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا آبائی گاؤں بھیرہ بھی موجود ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کا ابتدائی حصہ بھیرہ میں گزارا۔ بھیرہ میں آپ کا گھر اور ایک بیت الذکر بھی موجود ہے۔ احمدی احباب پورے پاکستان سے بڑے شوق سے بھیرہ دیکھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ 1951ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی بھیرہ تشریف لائے اور اہل بھیرہ سے خطاب فرمایا۔

مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب ایم۔اے، مربی سلسلہ احمدیہ (ر)

ایک مربی سلسلہ احمدیہ کی ایمان افروز داستان

کچھ عرصہ کی بات ہے ایک اجتماع کے موقع پر ایک دوست نے پوچھا کہ مجھے زندگی وقف کئے کتنا عرصہ ہوا ہے۔ اس اچانک سوال پر میں نے اندازاً بتایا کہ ساٹھ سال ہونے کو ہیں۔ پھر خیالات کا دھارا مجھے گزرے ہوئے ایام میں رونما ہونے والے واقعات کی یاددلاتے ہوئے بہت دور لے گیا اور گزرے ہوئے لمحات کا سلسلہ ایک زنجیر کی طرح سامنے آتا گیا۔ یادماضی کے خوشگوار لمحات بھی سامنے آتے گئے اور ایسے لمحات جو میری دانست میں ناخوشگوار تھے وہ بھی سامنے آتے گئے۔

میں نے اپنی زندگی 1947ء کے آغاز میں نظام سلسلہ احمدیہ کے سپرد کردی تھی۔ تاہم ریکارڈ کے مطابق جون 1947ء میں منظوری کی اطلاع موصول ہوئی۔ میں نے کن عوامل یا ارشادات سے متاثر ہوکر اپنے آپ کو وقف کیا؟ اس سوال کا جواب تو طویل ہے تاہم مختصراً یہ کہ ہمارا گھرانہ پورے گاؤں بلکہ علاقہ میں اکیلا احمدی گھرانہ تھا۔ والد صاحب اپنے گھر سے قریباً چار ساڑھے چار میل کے فاصلے پر واقع جماعت کی بیت الذکر میں جمعہ کی نماز ادا کرنے جاتے کبھی کبھی میں بھی ساتھ جاتا۔ امام صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے وقف زندگی کی ضرورت پر فرمودہ خطبات الفضل میں شائع شدہ پڑھ کر سناتا۔ ہر خطبہ جمعہ سننے پر میرے دل میں وقف کی تحریک ہوتی۔ 1945ء میں موضع چار کوٹ، تحصیل راجوری میں مزید تعلیم کے حصول کے لئے احمدیہ مکتب میں داخلہ لیا۔ اس مکتب کے نگران بلکہ واحد نگران اور بانی مدرس ماسٹر بشیر احمد صاحب تھے۔ انہوں نے قادیان میں تعلیم اور تربیت حاصل کی تھی۔ وہ بھی اکثر قادیان کے روحانیت پرور ماحول کا ذکر کرتے۔ یہاں بھی جمعہ کے خطبات سنتا جن میں وقف زندگی کی تحریک ہوتی۔ یہ خطبات ولولہ انگیز اور متاثر کن ہوتے۔ ان حالات سے متاثر ہوکر ایک روز والد صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میں زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ''تمہاری مرضی تاہم اچھی طرح سوچ لو''۔ ان کے اس جواب کو اجازت سمجھتے ہوئے مرکز میں وقف زندگی کی چٹھی لکھ دی۔ منظوری کی اطلاع جون 1947ء میں ملی۔

وقف زندگی کی منظوری ملنے کے جلد بعد برصغیر کے تقسیم ہونے کے فیصلے پر بدامنی شروع ہوگئی اور 14/اگست 1947ء میں تقسیم کے ساتھ ہی کشمیر کے حالات دگرگوں ہوگئے۔ سکول اور کالج بند ہوگئے اور ہماری تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ہمارا سارا علاقہ جنگ کی زد میں آگیا۔ ایک طرف نہتی آزاد فورس اور دوسری طرف مسلح طاقتور انڈین فوج، آزاد فورس علاقہ کے مقامی نوجوانوں پر مشتمل تھی اور مزید نوجوانوں کو شامل ہونے کی تحریک کی جارہی تھی۔ ایک روز ہم چند نوجوان فورس میں شامل ہوگئے۔ اتفاق سے ہمارے علاقے میں متعین آزاد فورس کے نگران احمدی تھے۔ انٹرویو کے دوران جب میں نے بتایا کہ میں واقف زندگی ہوں تو فرمایا کہ جماعت کے ادارے لاہور میں منتقل ہوچکے ہیں وہاں جاؤ اور اپنی تعلیم جاری رکھو۔ ویسے بھی فورس میں شمولیت کے لئے تمہاری عمر کم ہے۔ چنانچہ علاقہ کے حالات خراب ہونے کے باوجود اگست 1948ء میں میں لاہور پہنچا اور جودھامل بلڈنگ میں قائم دفتر تحریک جدید میں حاضری دینے پر وہاں موجود افسر نے مختصر انٹرویو لیا۔ وقف کی منظوری کی چٹھی دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ مدرسہ احمدیہ احمد نگر، تحصیل چنیوٹ میں منتقل ہوگیا ہے اور ستمبر میں تدریس شروع ہوگی۔ مدرسہ میں داخل کرلیا ہے تم احمد نگر چلے جاؤ۔

دین حق کی برکات بذریعہ احمدیت حاصل ہوئیں۔ ہوش سنبھالتے ہی تعلیم کے حصول کا بے حد شوق تھا۔ 1954ء میں فاضل کی ڈگری پنجاب یونیورسٹی لاہور سے حاصل کی اور جامعۃ المبشرین کی تعلیم کی تکمیل پر 6/اکتوبر 1957ء میں عملی میدان میں قدم رکھا۔ حصول پاسپورٹ کے نشیب وفراز کے دوران مزید تعلیم کا سلسلہ جاری رہا اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ نومبر 1960ء کو سیرالیون، مغربی افریقہ پہنچا اور تعلیم وتربیت کے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ بو (Bo) میں قائم نذیر پرنٹنگ پریس کی نگرانی کے اضافی فرائض بھی سرانجام دیتا رہا۔ بعدازاں کچھ عرصہ احمدیہ سکول بو میں بطور ہیڈ ماسٹر کے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ سیرالیون میں قائم احمدیہ سکولوں کی نگرانی بحیثیت جنرل مینیجر کے انجام دیتا رہا۔ دسمبر 1963ء میں ربوہ پاکستان واپسی ہوئی۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کا شوق بدستور تھا۔ چنانچہ مرکز میں قیام کے دوران 1965ء میں ایم اے کیا اور فاضل عربی ہونے کی بناء پر ایم او ایل کی ڈگری کا حقدار ٹھہرا۔ تحدیث نعمت کے طور پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ سیرالیون میں بوسکول کی ملازمت کے دوران نوے پونڈ سٹرلنگ جو اس وقت ملک کی کرنسی تھی، گورنمنٹ کی طرف سے مجھے ماہوار تنخواہ ملتی تھی لیکن مجھے مربی کا الاؤنس جو اس وقت تقریباً پانچ پونڈ ہوتا تھا مجھے ملتا تھا اور باقی پچاسی پونڈ کی رقم مشن کو ملتی تھی۔

سیرالیون سے واپسی پر قیام ربوہ کے دوران خلافت ثالثہ کے انتخاب میں بطور ممبر (جو تین سال کا عرصہ بیرون پاکستان سلسلہ کی خدمت کی بناء پر حاصل تھا) حصہ لینے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

جنوبی امریکہ میں بطور انچارج مشن گی آنا 25 مئی 1966ء تا اگست 1970ء قیام رہا۔ اس دوران دو نئی بیوت الذکر کی بنیادیں پڑیں اور ایک نئی بیت الذکر کی تعمیر ہوئی۔ نئی جماعتیں بھی قائم ہوئیں۔ گی آنا میں قیام کے دوران سورینام (Suriname) کے سفر بھی کئے۔ ان دعوت الی اللہ کے سفروں کے نتیجے میں اس ملک میں موجود مگر منتشر افراد جماعت کو منظّم کرنے اور ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھنے کی توفیق ملی۔

گی آنا سے واپسی پر جامعہ احمدیہ میں تدریس پر تقرری ہوئی۔ تدریس کے فرائض قریباً پانچ سال انجام دیئے۔ 14/اکتوبر 1975ء کو بطور مربی زیمبیا روانہ ہوا۔ زیمبیا میں مشن ہاؤس قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ مشن ابتدائی حالات سے گزر رہا تھا۔ ملک نیا نیا آزاد ہوا تھا اور مالی مشکلات سے دوچار تھا۔

اگرچہ زندگی میں اور خصوصاً میدان عمل میں دعاؤں کی قبولیت کے متعدد مواقع پیش آئے لیکن ایک موقعہ کا ذکر کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب زیمبیا کے لئے بطور داعی الی اللہ تقرری ہوئی تو اس وقت حدیقۃ المبشرین کے سیکرٹری مولوی عطاء اللہ کلیم صاحب تھے۔ ایک روز برسرراہ ملاقات میں انہوں نے فرمایا کہ زیمبیا روانگی سے قبل وکیل التبشیر سے مل کر وہاں کے مشن کے حالات معلوم کرلیں کیونکہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ رہائش کی جگہ تسلی بخش نہیں۔ میں وکیل التبشیر حضرت مرزا مبارک احمد صاحب سے ملا تو انہوں نے فرمایا کہ مشن کی اپنی جائیداد نہ ہونے کی صورت میں مربی کے قیام کے لئے کم ازکم دو رہائشی کمروں پر مشتمل مکان کرایہ پر لینے کی دفتر تبشیر کی طرف سے اجازت ہے اگر وہاں متعین مربی نے کسی وجہ سے کرایہ پر مکان نہیں لیا تو آپ وہاں پہنچ کر کرایہ پر لے لیں۔ چنانچہ میں زیمبیا کے دارالحکومت لوساکا پہنچا اور دیکھا کہ مربی صاحب ناگفتہ بہ رہائشگاہ میں رہائش پذیر ہیں۔ چندروز بعد وہ مجھے مشن کے کام سپرد کرکے پاکستان روانہ ہوگئے۔

وکیل التبشیر کے ارشاد کے مطابق کرایہ پر مکان حاصل کرنے کی تلاش شروع کی تو معلوم ہوا کہ ملک کے سکے میں سرکاری اور منڈی کے ریٹ میں ایک اور پانچ کا فرق ہے اور مکانوں کے کرائے منڈی کے ریٹ پر طے ہوتے ہیں جبکہ مشن کا ذریعہ آمد سرکاری نرخ سے منسلک تھا۔ لہٰذا پرائیویٹ سیکٹر میں مکان کا کرایہ مشن کی برداشت سے باہر تھا۔ چنانچہ ان حالات میں کوشش کے ساتھ ساتھ ذہن دعا کی طرف جھکا۔ کیونکہ کوئی رہائشی مکان ساڑھے چار، پانچ صد کواچے (زیمبیا کی کرنسی) جو اس وقت سرکاری نرخ کے مطابق قریباً ساڑھے تین چار پونڈ کے برابر رقم تھی سے کم پر نہیں ملتا تھا۔

لوساکا (Lusaka) میں ایک سرکاری ادارہ کم آمدنی والوں کے لئے مکان تعمیر کرتا تھا۔ ہم نے مکان کے لئے اسے درخواست دی ہوئی تھی لیکن ان کا مؤقف تھا کہ مشن کم آمدنی والوں کی فہرست میں نہیں آتے۔ احباب جماعت جمعہ کی نماز پڑھنے آتے تو عموماً جگہ کی تنگی کا ذکر ہوتا۔ ایک مرتبہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد ایک احمدی طالبعلم نے دریافت کیا کہ ہاؤسنگ اتھارٹی میں دی گئی درخواست کا کیا بنا؟ میں نے جواب میں کہا کہ ابھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اس پر اس نے کہا کہ اتھارٹی کے دفتر چلتے ہیں۔ دفتر پہنچے، دفتر میں بیٹھے تو دفتر کا افسر بات کرنے کی بجائے میرے ساتھ جانے والے طالب علم سے مخاطب ہوا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے کہیں ملے ہیں۔

مزید گفتگو پر انکشاف ہوا کہ میڈیکل کالج کے کیمپس میں انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ہوا تھا۔ پھر ہم نے اپنا مدعا بیان کیا کہ مکان کے حصول کے لئے درخواست دی ہوئی ہے۔ کہنے لگا کہ اسے علم ہے لیکن یہ مکان درمیانے اور غریب طبقے کے لئے تعمیر کئے جاتے ہیں اور مشن غریب نہیں ہوتے۔ اس پر ہم نے وضاحت پیش کی اور ملاقات ختم ہونے پر ہم واپس لوٹ آئے۔

اگلے ہی روز دفتری اوقات میں اس افسر کا فون آیا کہ مکان 0909 کبواتا میں واقع مشنری کی رہائش کے لئے مخصوص کردیا گیا ہے۔ دفتر سے چابی حاصل کرلیں۔ یہ اطلاع ملنے پر خداتعالیٰ کے حضور شکرانے کے لئے سجدہ ریز ہوا تو آنکھیں آنسو بہانے سے باز ہی نہیں آرہی تھیں۔ ہمیں ساڑھے چار صد، پانچ صد کواچے ماہوار کرایہ والے مکان سے بہتر تین رہائشی کمروں پر مشتمل مکان صرف 45 کواچے ماہوار کرایہ پر ملا تھا۔ یہ دعاؤں کی قبولیت ہی تو تھی ورنہ ہم اپنی تگ ودو اور کوشش سے مایوس ہوچکے تھے۔

سوزوگداز کا اثر

حکیم عبدالواحد صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میرے والد چوہدری رحمت اللہ صاحب بہت نیک، دیندار، تہجد گزار، متقی اور پرہیزگار تھے۔ لوگوں میں بڑے ہردلعزیز تھے۔ لوگ ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ لیکن احمدیت کی طرف ابھی ان کا رجحان نہیں تھا۔ دل میں تو سوچتے رہتے تھے۔ مگر اوپر سے مخالف ہی تھے۔ جب 1939ء کے جلسہ سالانہ پر سلور جوبلی کا جلسہ تھا۔ میں جلسہ پر قادیان گیا اور حضرت مصلح موعود کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کر کے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا اور خوش خوش گھر پہنچا تو والد صاحب اکثر سوچ بچار اور تفکرات میں گم رہنے لگے۔ **بیعت کے بعد میری نمازوں میں رقت دعاؤں میں سوزوگداز کا ان پر اچھا اثر ہوا۔ میری بیوی نے بیعت کرلی۔** کچھ عرصہ بعد والدہ نے اور بھائی نے بھی بیعت کرلی۔

(احمدیت کا نور ہمارے گھر میں ص48 از عبدالغفور عبدل)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ضرورت سیکیورٹی گارڈ

بہشتی مقبرہ میں صحت مند مخلص اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے ایسے سیکیورٹی گارڈ کی ضرورت ہے جس کی عمر 35 تا 40 سال تک ہو ریٹائرڈ فوجی ہو تو بہتر ہے۔ اپنی درخواستیں صدر صاحب محلہ یا امیر صاحب مقامی کی تصدیق کے ساتھ مورخہ 15/اگست 2009ء تک نظارت بہشتی مقبرہ کو بھجوائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

داخلہ نصرت جہاں انٹر کالج

نصرت جہاں انٹر کالج ربوہ کی ایف۔ایس۔سی فرسٹ ایئر کلاس میں داخلہ درج ذیل گروپس میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔

1۔پری انجینئرنگ۔ 2۔پری میڈیکل۔ 3۔ Math, Stat, 4۔ I.C.S
Math, Stat, 5۔ Economics
Physics

داخلہ فارم ادارہ کے دفتر سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ انٹرویو برائے داخلہ مورخہ 11/اگست 2009ء صبح 9:00 بجے کالج کے ہال میں ہوگا۔ داخلہ فارم کے ساتھ درج ذیل دستاویزات منسلک کریں۔

(i) دو عدد حالیہ کلرڈ فوٹو گراف سائز "2x"1½ کالر والی سفید قمیص میں اور ہلکے نیلے Background کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ (ii) رزلٹ کارڈ کی مصدقہ نقول۔ (iii) کریکٹر سرٹیفیکیٹ۔ (iv) فیصل آباد بورڈ کے علاوہ کسی دوسرے بورڈ سے آنے والے طلباء اپنے بورڈ سے N.O.C حاصل کر کے اصل N.O.C لف کریں۔ مزید معلومات کے لئے کالج ھذا کے دفتر سے رابطہ کریں۔

داخل ہونے والے طلباء کی فہرست مورخہ 13/اگست کو کالج کے نوٹس بورڈ پر آویزاں ہوگی۔ کالج کی فیس جمع کروانے کی آخری تاریخ 27/اگست ہے۔ کالج کی فیس کے ساتھ بورڈ رجسٹریشن مبلغ-/500 روپے بھی ادا کرنی ہوگی۔ (پرنسپل نصرت جہاں انٹر کالج ربوہ)

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم نعیم احمد صاحب اٹھوال نمائندہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع فیصل آباد کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت، اراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

وقف جدید کیلئے پورا زور لگائیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

"میں احباب جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو کامیاب بنانے میں پورا زور لگائیں۔"

نیز فرمایا:۔

"وقف جدید کو مضبوط کرو۔ ہمت کرو۔ خدا برکت دے گا دین حق کو دنیا کے کناروں تک پھیلا دو۔"

جملہ امرائے کرام، صدران جماعت، سیکرٹریان مال اور وقف جدید سے گزارش ہے کہ وقف جدید کے سال رواں میں سات ماہ گزرنے پر بہت سے اضلاع اور جماعتیں چندہ وقف جدید کی تدریجی وصولی کے لحاظ سے پیچھے ہیں۔ چندوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وسعت آرہی ہے اور وسعت کا یہ تقاضا ہے کہ تدریجی لحاظ سے وصولیوں کے کام پر نگرانی رہے تا کہ سال کے آخر پر جماعتیں بقایا میں نہ جائیں بلکہ قدم توقع سے آگے بڑھ جائے۔

(ناظم مال وقف جدید ربوہ)

نتائج میٹرک 2009ء

(مریم گرلز ہائی سکول ربوہ)

امسال مریم گرلز ہائی سکول ربوہ کی 41 طالبات نے میٹرک کے سالانہ امتحان بورڈ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 2 طالبات A+one گریڈ، 12 طالبات A گریڈ، 12 طالبات B گریڈ، 6 طالبات C گریڈ اور 6 طالبات نے D گریڈ میں کامیابی حاصل کی، جبکہ صرف ایک طالبہ امتحان میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اس طرح سکول کا مجموعی نتیجہ 98% رہا۔ سکول میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنے والی طالبات کے نام بغرض دعا تحریر ہیں۔

1۔عزیزہ عطیۃ القدیر بنت مکرم حافظ برہان محمد صاحب 935/1050 (اول)

2۔عزیزہ سیدہ سارہ حنیف بنت مکرم سید حنیف احمد صاحب 848/1050 (دوم)

3۔عزیزہ حافظہ عروسہ صاحبزادی بنت مکرم محمد ظفر اقبال صاحب 816/1050 (سوم)

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ طالبات کو ہر میدان میں کامیابیاں عطا فرماتا چلا جائے اور جماعت کے لئے نافع الناس وجود بنائے۔ آمین!

(پرنسپل مریم گرلز ہائی سکول ربوہ)

نتائج میٹرک 2009ء

(نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

نصرت جہاں اکیڈمی کے تینوں سیکشنز کے رزلٹ کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے۔

☆انگلش میڈیم بوائز سکول:

کل 55 طلباء نے امتحان دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام طلباء کامیاب ہوئے۔ 7 طلباء نے A+، 19 طلباء نے A، 18 طلباء نے B، 10 طلباء نے C اور ایک طالبعلم نے D گریڈ میں کامیابی حاصل کی۔ عزیزم باسل عمیر ابن مکرم نعیم الدین صاحب نے 900/1050 نمبر حاصل کر کے پہلی، عزیزم حامد جاوید ابن مکرم خالد جاوید صاحب نے 893/1050 نمبر حاصل کر کے دوسری اور عزیزم اسامہ صدیق ابن مکرم محمد صدیق ضیاء صاحب نے 882/1050 نمبر حاصل کر کے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

☆گرلز سکول:

کل 49 طالبات نے امتحان دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام طالبات کامیاب ہوئیں۔ 23 طالبات نے A+، 17 طالبات نے A، 8 طالبات نے B اور ایک طالبہ نے C گریڈ میں کامیابی حاصل کی۔ عزیزہ عطیۃ الحی بنت مکرم ناصر احمد صاحب نے 975/1050 نمبر حاصل کر کے پہلی، عزیزہ فریحہ جمال بنت مکرم جمال الدین نور صاحب نے 970/1050 نمبر حاصل کر کے دوسری اور عزیزہ آمنہ داؤد بنت مکرم محمد داؤد ناصر صاحب نے 969/1050 نمبر حاصل کر کے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

☆اردو میڈیم بوائز سکول:

کل 85 طلباء نے امتحان دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام طلباء کامیاب ہوئے۔ 5 طلباء نے A+، 12 طلباء نے A، 28 طلباء نے B، 28 طلباء نے C اور 12 طلباء نے D گریڈ میں کامیابی حاصل کی۔ عزیزم مبارز احمد ابن مکرم ظہیر الدین بابر نے 925/1050 نمبر حاصل کر کے پہلی، عزیزم مدثر خالد ابن مکرم خالد محمود نے 920/1050 نمبر حاصل کر کے دوسری اور عزیزم داؤد احمد شاہد ابن مکرم رفیق احمد نے 879/1050 نمبر حاصل کر کے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رزلٹ ادارہ اور طلباء کے لئے مبارک فرمائے اور مستقبل میں مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

(چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن ربوہ)

درخواست دعا

مکرم مولوی غلام رسول صاحب آف ریلوے ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

میرا پوتا مکرم ہاشم احمد صاحب ابن مکرم کلیم احمد صاحب جرمنی بعمر 20 سال تقریباً ایک ماہ سے بخار اور شدید کمی خون کی وجہ سے شدید بیمار ہے اور جرمنی کے ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب جماعت سے عزیزم کی جلد معجزانہ کامل شفایابی نیز بیماری کے بداثرات سے محفوظ رہنے کی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

مکرم محمد اقبال صاحب کارکن دفتر لجنہ اماء اللہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

میرے خالہ زاد مکرم عبدالخالق صاحب ولد مکرم خادم حسین صاحب محلہ دارالصدر شمالی ھدیٰ ربوہ گردوں میں انفیکشن کی وجہ سے اکثر علیل رہتے ہیں، کمزوری اور ضعف بہت ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفاء کاملہ و عاجلہ فرما کر اس پریشانی کو دور فرمادے۔ آمین

مکرمہ شازیہ شاہد صاحبہ اہلیہ مکرم شاہد محمود صاحب بشیر آباد ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرا بھتیجا ثاقب محمود ولد مکرم عمران محمود صاحب 27 جولائی کو پیدا ہوا ہے اور اسی دن سے نیشنل ہسپتال فیصل آباد میں شدت علالت کے باعث زیر علاج ہے۔ خوراک کی نالیاں لگی ہوئی ہیں۔ احباب جماعت سے اس کے جلد روبصحت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

مکرم نعیم احمد ناصر صاحب معلم سلسلہ کالونی شوکت آباد ضلع ننکانہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ماموں مکرم عبدالرشید ندیم صاحب مقیم جرمنی پھیپھڑے کی تکلیف سے بیمار ہیں۔

اسی طرح خاکسار کی تائی مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ زوجہ مکرم نور احمد صاحب مقیم جرمنی کافی عرصہ سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ نہ بولتی ہیں نہ چل سکتی ہیں احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے دونوں کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

پرس، سکول بیگ، کالج بیگ، اٹیچی اور سفری بیگ کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
دولت BAGS
ملک مارکیٹ۔ ریلوے روڈ ربوہ 0333-6708827

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

خبریں

پارلیمنٹ متفقہ قرارداد منظور کرے، مشرف کے خلاف کارروائی کرینگے

وزیراعظم گیلانی نے کہا ہے کہ حکومت عدالت کے فیصلے کا مکمل احترام کرتی ہے اور ہم اس فیصلے پر مکمل طور پر عمل کریں گے۔ پارلیمنٹ متفقہ قرارداد منظور کرے ہم پرویز مشرف کے خلاف کارروائی کیلئے تیار ہیں۔ قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ احتساب کے حوالے سے بل اسمبلی میں لانے کے لئے کہا ہے تاکہ سب کا احتساب ہو سکے۔ نیب کا ادارہ ختم ہونے کے باوجود احتساب کا عمل جاری رہے گا۔

بیت اللہ محسود کی اہلیہ سمیت 4 افراد جاں بحق جنوبی وزیرستان میں امریکی جاسوس طیارے سے بیت اللہ محسود کے سسر کے گھر پر 2 میزائل فائر کئے گئے جس کے نتیجے میں بیت اللہ محسود کی دوسری اہلیہ سمیت 4/افراد جاں بحق ہو گئے۔ جاسوس طیارے نے لدھا کے علاقے میں بیت اللہ محسود کے سسر اکرام الدین کے گھر کو شدت پسندوں کی موجودگی کی اطلاع پر نشانہ بنایا۔ مقامی انتظامیہ نے محسود کی دوسری اہلیہ کی ہلاکت کی تصدیق کر دی ہے۔

الیکشن لڑنے کیلئے بی اے کی شرط کے خاتمے کی منظوری وفاقی کابینہ نے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کیلئے بی اے کی شرط ختم کرنے کیلئے عوامی نمائندگی ایکٹ 1976ء میں ترمیم کرنے کے لئے قانون سازی کرنے کی منظوری دے دی۔ اس بات کا فیصلہ وفاقی کابینہ کے اجلاس میں کیا گیا جو کہ وزیراعظم گیلانی کی صدارت میں وزیراعظم سیکرٹریٹ میں منعقد ہوا۔

سپریم کورٹ کے 2 جج مستعفی سپریم کورٹ آف پاکستان کے دو ججوں جسٹس فقیر محمد کھوکھر اور جسٹس جاوید بٹر نے اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیا ہے ان دونوں ججوں نے فل بنچ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 31 نومبر کو پی سی او کے تحت حلف اٹھایا تھا۔ اب ان کا کیس سپریم جوڈیشل کونسل میں پیش ہونا تھا جس کے باعث وہ مستعفی ہو گئے۔ اب سپریم کورٹ میں ججوں کی تعداد 15 رہ گئی ہے۔

بے نظیر قتل کیس، تحقیقاتی کمیشن کا مشرف سے رابطے کا ارادہ ترجمان دفتر خارجہ پاکستان عبدالباسط نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو کے قتل کی تحقیقات کے حوالے سے بننے والا اقوام متحدہ کے تحقیقاتی کمیشن کا سابق صدر پرویز مشرف سے رابطے کا ارادہ ہے۔ تحقیقاتی کمیشن براہ راست اس وقت کے فوجی اور سویلین حکام سے رابطے کر سکتا ہے اور حکومت پاکستان بھی تحقیقاتی کمیشن کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی۔

احمدی نژاد نے دوسری مدت کیلئے ایران کے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا ایران کے صدر محمود احمدی نژاد نے دوسری مدت کیلئے حلف اٹھا لیا۔ امریکہ سمیت کئی یورپی ممالک نے انہیں صدر تسلیم کر لیا مگر کوئی تہنیتی پیغام نہیں دیا۔ احمدی نژاد نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امریکہ پر تنقید کی اور کہا کہ امریکہ یہ جان لے کہ ایران اس کی طرف سے مبارکباد کا کوئی منتظر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایران اپنے پرامن نیوکلیئر پروگرام سے پیچھے نہیں ہٹے گا اور ایٹمی توانائی کا استعمال ہر ملک کا حق ہے۔

ڈی اے پی کھاد کی بوری کی قیمت میں 100 روپے اضافہ فرٹیلائزر کمپنیوں نے ڈی اے پی کھاد کی قیمتوں میں فوری طور پر 100 روپے فی بیگ اضافے کا اعلان کر دیا جس سے ڈی اے پی کھاد کی قیمتیں 1830 روپے فی بیگ سے بڑھ کر 1930 روپے ہو گئیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بین الاقوامی منڈیوں میں ڈی اے پی کھاد کی قیمتوں میں اضافے کے رجحان کی وجہ سے پاکستان میں بھی اس کی قیمتوں میں اضافہ سامنے آیا ہے۔

شیزوفرینیا اور ذیابیطس میں گہرا تعلق حالیہ تحقیق میں کہا گیا ہے کہ شیزوفرینیا کے متاثرین میں ذیابیطس ٹائپ 2 کا خطرہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ پہلے یہ صرف ایک مفروضہ تھا جس پر زیادہ یقین نہیں کیا جاتا تھا۔ مگر اب سائنسدانوں نے اس میں جدید تحقیق کی جس سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ شیزوفرینیا اور شوگر کے درمیان گہرا تعلق ہے ریسرچ میں یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ جن افراد کو کسی بھی قسم کا نفسیاتی عارضہ لاحق نہیں تھا ان میں ذیابیطس کی شرح کم دیکھی گئی۔ علاوہ ازیں ریسرچرز کا کہنا ہے کہ شیزوفرینیا کے سلسلے میں لی جانے والی ادویات سے موٹاپا بھی ہوتا ہے جو ذیابیطس ٹائپ 2 کا سبب بن سکتا ہے۔ اب یہ جائزہ لینے کی کوشش کی جا رہی کہ کیا یہ بیماری بھی ذیابیطس کا باعث بنتی ہے۔

لیزر سے دماغ کے کینسر کا علاج کینسر دنیا بھر کی مہلک ترین بیماریوں میں سے ایک ہے۔ دماغ میں کینسر زدہ رسولیوں کی سرجری اکثر اوقات سب سے مشکل ہوتی ہے تاہم اس سلسلے میں ایک نیا طریقہ علاج دریافت کر لیا گیا ہے جس میں لیزر ٹیکنالوجی استعمال کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر جین بارنٹ کلیولینڈ کلینک سے وابستہ ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس طریقہ علاج میں ہم عام دماغ کو محفوظ رکھنے اور رسولی سے متاثرہ حصے کے علاج کے لئے لیزر شعاعوں کا استعمال کرتے ہیں۔ سرجری کے اس طریقے میں سرجن ایم آر آئی سکینر کی مدد سے دماغ کا متاثرہ حصے کا علاج لیزر سے کرتے ہیں۔ ایم آر آئی تصویروں کی مدد سے ڈاکٹر لیزر کی شعاعوں سے رسولی کو ہدف بناتے ہیں اور اسے تباہ کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ علاج ابھی تجرباتی مراحل میں ہے۔

خطبات امام کی اہمیت

علمی معیار میں اضافہ کے لئے MTA پر خلیفہ وقت کے پروگرامز دیکھنا اور بالخصوص خطبات براہ راست سننا ضروری ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

”آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نئی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور امت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 31 مئی 1991ء از الفضل 23 ستمبر 1991ء)

پس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات خود بھی سنیں اور بچوں کو بھی سنائیں۔ مجالس عرفان باقاعدہ بچوں کو سنوائی جائیں۔ ذیلی تنظیمیں اور امراء اس طرف خاص طور پر توجہ دیں۔

(از سفارشات مجلس مشاورت 2009ء)

(مرسلہ: ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل سفارشات شوریٰ 2009ء)

درخواست دعا

مکرم ناصر احمد صاحب ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ میرے بھتیجے مکرم سعید احمد ناصر صاحب جرمنی کو ٹانگ پر شیشہ لگ گیا ہے جو آپریشن سے نکالا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے نیز دیگر پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

والدین متوجہ ہوں

ناصر ہائی سکول دارالیمن، مریم صدیقہ دارالرحمت غربی مریم گرلز ہائی سکول دارالنصر وسطی، بیوت الحمد پرائمری سکول اب ان تمام سکولوں کا یونیفارم نیز دیگر تمام تعلیمی اداروں کا یونیفارم طلبہ وطالبات کیلئے دستیاب ہے اور سکول بیگ کی مکمل ورائٹی بھی دستیاب ہے

شہزاد گارمنٹس

محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

فون 047-6212039

MEHREEN TRAVELS

our Servicses

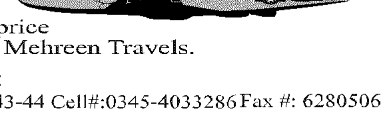

* Air Ticketing & Reservation.
* Hotel Reservations.

The best services in affordable price

Yes your own travel consultant: Mehreen Travels.

For any enquiry :

Please contact: 042-6280443-44 Cell#:0345-4033286 Fax #: 6280506

108-B- Sadiq plaza, 69 shahrah-e-Quaid-e-Azam Lahore

E-mail:mehreentravels@hotmail.com

ربوہ میں طلوع وغروب 7۔اگست

طلوع فجر	4:59
طلوع آفتاب	6:25
زوال آفتاب	1:14
غروب آفتاب	8:02

اساتذہ وطلباء متوجہ ہوں

(نصرت جہاں اکیڈمی انگلش میڈیم بوائز وانٹر کالج ربوہ)

مورخہ 14/اگست 2009ء کو نصرت جہاں اکیڈمی انگلش میڈیم بوائز وانٹر کالج کے زیراہتمام یوم آزادی پاکستان کے سلسلہ میں ہال میں تقریب منعقد ہو گی۔ نصرت جہاں اکیڈمی انگلش میڈیم بوائز وانٹر کالج کے اساتذہ وطلباء صبح 8 بجے تک کالج کے ہال میں پہنچ جائیں۔ طلباء مکمل یونیفارم پہن کر آئیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی وانٹر کالج ربوہ)

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

حبوب مفید اٹھرا

چھوٹی ڈبی -/100 روپے بڑی -/400 روپے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

NASIR ناصر

Ph:047-6212434 -6211434

صاحب جی فیبرکس

طالب دعا: شیخ مسعود احمد خالد

ریلوے روڈ۔ ربوہ

047-6214300

نسیم جیولرز

NJ

اقصیٰ روڈ ربوہ

کریڈٹ کارڈ کی سہولت موجود ہے

فون دکان 6212837 رہائش 6214840

FD-10